بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَامَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صلي الله عليه و علي آله وصحبه وسلم تسليما كثيراً۔

136:حج ہمیں کیا سبق دیتا ہے

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾(آل عمران:102)

﴿يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء:1)

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب:70-71)

أَمَّا بَعْدُ:

"فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كَلَامُ اللہِ، وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمّدٍ صَلَّى اللہ عَلَيْهِ وَسلّمَ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةً، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النّارِ"۔

ثُمَّ أَمَّا بَعْدُ:

حج تو ہم نے کرلیا اللہ تعالیٰ ہر حاجی کے حج کو قبول فرمائے لیکن کیا ہم نے حج سے کوئی سبق سیکھا ہے؟ حج ہمیں کیا سبق سکھاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حج کو پوری زندگی میں ایک مرتبہ مشروع کیا ہے۔ایک مرتبہ فرض ہے اس کے بعد آپ کرنا چاہیں تو نفل ہے پوری زندگی میں اور اس حج میں بہت سارے دروس اور اسباق ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی ہے وہ سمجھ گئے اور جو سمجھ سے محروم رہ گئے ان کو پتہ نہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حج صرف چند دنوں میں چند جگہوں پر ٹھہرنا ہے، فرضیت کو مکمل کرنا اور واپس چلے جانا ہے بس، ان کے نزدیک حج کی یہ حقیقت ہے۔

ہر گز نہیں، حج ایک اسکول ہے ایک مدرسہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ آپ کو پوری شریعت کے بنیادی احکام سمجھانا چاہتے ہیں کہ اس حج سے سیکھو۔توحید کی حقیقت، شرک کی حقیقت، ایمان کی حقیقت، اسلام کی حقیقت، احسان کی حقیقت، اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی حقیقت، اتباع سنت کی حقیقت، بدعت کی حقیقت، دنیاوی زندگی کی حقیقت، آخرت کی حقیقت، یہ ساری کی ساری حقیقتیں آپ کو حج میں نمایاں ہوتی ہیں۔آیئے دیکھتے ہیں کہ حج ہمیں کون کون سے سبق سکھاتا ہے:

1۔حاجی کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ حج کے لیے نکلتا ہے اپنے گھر سے سفر کرتا ہے تو سفر میں ہمیں کیا کیا سبق ملتے ہیں؟

1۔اخلاص نیت کہ اپنے گھر سے کیوں نکلے؟اپنے گھر کو،اپنے بیوی بچوں کو،اپنے عیش و عشرت کو ہر چیز کو چھوڑ دیا کس کے لیے؟ صرف ایک ذات کے لیے۔

رب ذوالجلال سبحانہ وتعالٰی کے لیے۔﴿وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ﴾(الحج:27) لوگوں نے کہا "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ" سب کچھ چھوڑ کر اللہ تعالٰی کے اس فریضے کو انجام دینے کے لیے سب کچھ چھوڑ دیا۔اسے کہتے ہیں اخلاص اور اس اخلاص کے سبق کو آپ حج سے سیکھیں اور اپنی زندگی میں اپنے دل میں اس اخلاص کو جگہ دے دیں تاکہ آپ کی ساری زندگی کا صرف ایک ہی مقصد ہو کہ میں جو بھی کام کر رہا ہوں،جو بھی میری زبان سے قول نکلتا ہے میرے دل کی دھڑکنیں صرف میرے ربّ کے لیے ہیں،میری ایک ایک حرکت صرف اور صرف میرے ربّ کے لیے ہے۔کیا میں یہ جو کام کرنے جارہا ہوں اس پر میرا ربّ راضی ہے یا نہیں یہ اخلاص کی حقیقت ہے۔

2۔مسافر جب اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اسے سفر کی مشقتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں پھر اسے یاد آتا ہے کہ اللہ تعالٰی کی کچھ نعمتیں بھی ہیں مجھ پر۔تو اللہ تعالٰی کی نعمتوں کی حقیقت آپ حج کے سفر میں سیکھیں۔

پہلے گھر میں آتا تھا ڈیوٹی سے تو کھانا تیار،چھوٹا سا کام بھی ہوتا تو بچے کو بلا کر جلدی سے بھیج دیتا تھا اب اس سفر میں اس نے سب کچھ خود کرنا ہے،کھانے کے لیے بھی کتنی مشقت ہوتی ہے تو اللہ تعالٰی کی حکمت ہے کہ اپنی ان نعمتوں کو یاد کرو جن کو تم بھلا چکے ہو۔انسان جس ماحول میں رہتا ہے اس میں ڈھل جاتا ہے بہت ساری نعمتیں اس سے چھپ جاتی ہیں۔بیوی کی کیا قدر و قیمت ہے حج کے سفر میں پتہ چلتا ہے،اولاد کی کیا قدر و قیمت ہے حج کے سفر میں پتہ چلتا ہے،گھر کی کیا قدر و قیمت ہے حج کے سفر میں پتہ چلتا ہے۔

3۔سفر عذاب کا ٹکڑا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صحیح مسلم کی روایت میں اور جو حج کا سفر پچھلے زمانے میں کرتے تھے ان کو پتہ چلتا تھا کہ سفر کیسے عذاب کا ٹکڑا ہے۔اب تو اللہ تعالٰی نے بہت آسانی فرمادی ہے جہازوں پر آتے ہیں اور جو سفر چار مہینے میں گزرتا تھا وہ آج چار گھنٹوں میں گزرتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالٰی کی نعمت ہے یہ بھی یاد کرنی چاہیے:

﴿ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ﴾(التکاثر:8) (جتنی بھی نعمتیں ہیں اللہ تعالٰی کی ایک ایک کا جواب دینا پڑے گا)

حج کے سفر میں جتنی مشقتیں بڑھتی جاتی ہیں اتنی ہی آسانی ہوتی ہے،ارشاد باری تعالٰی ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ﴾(الحج:78) (اللہ تعالٰی نے دین میں کوئی تنگی نہیں پیدا کی)

دین میں آسانی ہی آسانی ہے، مسافر کے لیے چار رکعت والی نماز دو رکعت ہو جاتی ہے، آگے پیچھے بھی کر سکتے ہیں جمع تقدیم اور جمع تاخیر بھی کر سکتے ہیں۔ سبحان اللہ، یہ دین اسلام کی حقیقت ہے۔حج کے سفر سے سیکھیں کہ ہمارا دین کتنا آسان ہے، یہ مشقت کا دین نہیں ہے یہ آسانی کا دین ہے بشرطیکہ شریعت کی حدود کے اندر کیوں کہ یہ آسانی کہیں بھی نہیں ہے کہ پانچ نمازیں ہیں ایک دن میں اور میں چار پڑھنا چاہتا ہوں دین تو آسان دین ہے۔ نہیں بلکہ آسانی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو آسانی عطا فرمائی ہے وہ لے لیں۔تو چار رکعت آپ نے دو پڑھنی ہیں اور آپ آگے بھی کر سکتے ہیں جمع تقدیم پیچھے بھی کر سکتے ہیں جمع تاخیر آپ کی مرضی ہے۔

حج کے سفر میں جو اہم اسباق ہیں وہ میں نے بیان کر دیئے ہیں اور بھی اسباق ہیں لیکن میں مختصر بیان کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ وقت کم ہے۔

2۔میقات کی طرف جانا،اب میقات میں بھی سبق ہے:

1۔اتباع سنت کا سبق ہے۔ایک شخص آیا امام مالک رحمہ اللہ کی طرف اور امام مالک رحمہ اللہ آپ جانتے ہیں امام دار الهجرة مدینہ کے امام تھے۔وہ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے تو ایک شخص آکر کہتا ہے کہ اے امام اگر اپنا احرام مدینہ سے مسجد نبوی سے ہی باندھ لوں میں تو کیا حکم ہے؟امام رحمہ اللہ نے فرمایا جائز نہیں ہے۔اس شخص نے کہا چند میلوں کی ہی تو بات ہے چند میل ہیں میقات کی طرف جانے سے تو کیا فرق پڑتا ہے!اگر میں اس پاک جگہ سے حرم نبوی سے احرام باندھ لوں تو کیا مشکل ہے؟امام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ تم فتنے میں نہ پڑ جاؤ(بات تمہیں آسان لگتی ہے لیکن عالم کے قول کو ذرا سمجھیں غور کریں)اور دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور:63)

(ڈرنا چاہیے ان لوگوں کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں کہ وہ فتنے میں نہ پڑ جائیں یا انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب الیم(دردناک عذاب)نہ پہنچے)

سنت یہی ہے کہ جب حاجی حج پر جانا چاہتا ہے تو میقات کی طرف جا کر احرام باندھے گا۔یہ جو ملک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیے تھے میقات میں یہ ابھی فتح نہیں ہوئے تھے۔عراق فتح نہیں ہوا تھا اس زمانے میں، شام فتح نہیں ہوا تھا، یمن فتح نہیں ہوا تھا یہ ملک ابھی فتح نہیں ہوئے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشن گوئی دی تھی کہ یہ ملک فتح ہوں گے کیوں کہ عراق کے لیے ذات عرق، شام کے لیے جحفہ۔یہ ملک ابھی فتح بھی نہیں ہوئے تو حج وہاں سے کون کرنے آئے گا ان میقاتوں کی ضرورت کیا ہے! یہ

اشارہ تھا نبی کریم ﷺ کی طرف سے کہ یہ ملک بھی فتح ہوں گے اور یہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام بھی فتح ہو گیا اور ایران کا علاقہ اور عراق کا علاقہ بھی فتح ہو گیا اور یہ نبی کریم ﷺ کی خبر سچ نکلی:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾(النجم:3-4)

نبی کریم ﷺ نے ایک اور بھی خوش خبری اور پیشن گوئی بیان کہ تھی کہ قسطنطنیہ (استنبول) فتح ہو گا وہ بھی فتح ہو چکا ہے، ایک اور بھی خوش خبری اور پیشن گوئی دی تھی کہ روم بھی فتح ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی قسم روم فتح ہو کر رہے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور جو فرمایا سچ فرمایا لیکن بہت سارے مسلمان آج اس چیز کو سمجھ نہ سکے وہ دنیا کو فتح کرنا چاہتے ہیں اپنی ہوا نفس کی پیروی کرتے ہوئے اتباع سنت سے نہیں نبی رحمت ﷺ کے فرمان کو اپنانے سے نہیں، اپنی من مانی کرتے ہوئے اور آج یہ وقت ہمیں دیکھنا پڑا کہ جہاد جیسا عظیم فریضہ دہشت گردی بن گیا۔ جب اپنی من مانی چلتی ہے قرآن اور سنت کے احکام کو چھوڑا جاتا ہے تو پھر یہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو کن فیکون۔ یہ ہمارا امتحان ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کیسے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے کبھی دین بلند ہوتا ہے؟ دین بلند ہوتا ہے توحید اور سنت سے آج ہی توحید اور سنت کو سمجھ لیجیے اس پر عمل کریں اللہ تعالیٰ کی قسم! دشمن کا کوئی ہتھیار کام نہ آئے گا۔

تو حج میں جہاد کی حقیقت کو بھی سمجھیں۔ یہ میقات جس کی طرف ہم جاتے ہیں جب حاجی میقات سے احرام باندھ لے تو اسے پتہ ہونا چاہیے کہ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں پر نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ یہاں سے احرام باندھنا ہے اور یہ وہ جگہ تھی لوگ یہاں پر ابھی آنے کے لیے تیار نہ تھے یہ جگہ پہلے منتخب کر دی گئی ان لوگوں کے لیے۔

3۔اس کے بعد احرام میں جو سبق ہیں:

1۔ محرمات کی حقیقت کو سمجھنا۔ احرام تو ہم نے باندھ لیا بعض حلال چیزیں حرام ہو گئی وقتی طور پر لیکن کچھ ایسی حرام چیزیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے حرام کیا ہے۔ شرک سب سے پہلا حرام ہے اور سب سے بڑا گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا، بدعات حرام ہیں، والدین کی نافرمانی حرام ہے، سود کھانا حرام ہے، شراب پینا حرام ہے، زنا حرام ہے، ظلم کرنا حرام ہے۔ یہ محرمات ہمیشہ کے لیے حرام ہیں تو اس حاجی کو سمجھنا چاہیے جو چیزیں حلال تھی میرے اوپر وقتی طور پر حرام ہو گئی ہیں آخر وہ کون سی ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں میں ان سے بچوں۔

ربّ تو دونوں کا ایک ہے جس ربّ نے آپ پر سود کو حرام کیا اسی ربّ نے آپ پر احرام کی حالت میں خوشبو لگانے کو حرام کیا ہے، سر ڈھانپنے کو حرام کیا بال کٹوانے کو حرام کیا۔

تعجب کی بات ہوتی ہے بعض حاجی سوال کرتے ہیں کیا میں سر کو کھجا سکتا ہوں ؟! احرام کی حالت میں ؟! تقویٰ ہے کوئی شک نہیں ہے لیکن پھر یہی حاجی حج کے فوراً بعد اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے حرم کی حدود میں ابھی۔ ابھی احرام اترا ہے یہاں سے اور یہاں پر سگریٹ اس کے منہ کے اندر ہے۔ یہ کیسے ؟! ابھی تو آپ یہ سوال کر رہے تھے کہ میں سر کو کھجاؤں یا نہ کھجاؤں کچھ بال گر جاتے ہیں اس سے کوئی دم تو نہیں پڑے گا ؟ تو ابھی فوراً احرام اترتے ہی آپ نے سگریٹ پینا شروع کر دی۔ بعض لوگ تو اللہ رحم کرے احرام کی حالت میں بھی سگریٹ پیتے ہیں احرام کی حالت میں نافرمانی ! عرفات کے اندر اپنی آنکھوں سے دیکھا عرفات کے اندر احرام کی حالت میں سگریٹ پیتے ہوئے۔ اس عظیم دن میں بھی نافرمانی ! تو یہ اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ کچھ ایسی محرمات ہیں جو آپ پر ہمیشہ کے لیے حرام ہیں۔

2۔ احرام میں دین اسلام کے عدل اور انصاف کا سبق۔ پوری دنیا سے لوگ آتے ہیں امیر بھی آتے ہیں غریب بھی آتے ہیں ،حاکم بھی آتے ہیں محکوم بھی آتے ہیں، سفید بھی آتے ہیں کالے بھی آتے ہیں، سب آتے ہیں لیکن سب کا لباس ایک ہے۔ یہ انصاف کا دین ہے برابری کا دین ہے۔

قریش جاہلیت میں جب حج کرتے تھے لوگ تو صرف قریشی جو تھے وہ اور جو قریشیوں کے دوست تھے جن کو وہ کپڑے دینا چاہتے تھے تو وہ کپڑوں سے طواف کرتے تھے وگرنہ طواف لوگ ننگے کرتے تھے مرد بھی اور عورتیں بھی۔ صحیح مسلم میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت میں لوگ ننگے طواف کرتے تھے کپڑے صرف یا قریشی پہنتے تھے یا جن کو قریش دینا چاہیں ان کی اجازت سے بس تا کہ پتہ چلے کہ جو کپڑے والے ہیں وہ سردار ہیں تو اللہ تعالیٰ کے گھر کے طواف میں بھی یہ فرق تھا لیکن جوں ہی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نور اترا تو یہ سارے کے سارے جو فاصلے تھے یہ سب ٹوٹ گئے اور سب مسلمان ایک ہو گئے۔ اسی لیے تو ابو جہل نے بھی کہا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! یہ عجیب سی دعوت ہے آپ کی کیا میں اور میرا غلام ہم ایک صف میں کھڑے ہو جائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟! یا میں کبھی دیر سے آؤں تو میرا غلام میرے سامنے کھڑا ہو گا، سجدے میں میرا سر اس کا پاؤں ہو گا یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ دعوت ہم قبول کر ہی نہیں سکتے ہم تو سردار ہیں !

اسلام نے اس سرداری کو ختم کیا ہے سب برابر ہیں حاکم سفید چادروں میں محکوم بھی سفید چادروں میں اور سب کے سر جو ہیں ننگے ہیں۔

3۔ احرام میں حقوق انسان کا سبق سیکھیے۔ لوگ کہتے ہیں کہ دین اسلام مکمل دین نہیں ہے یہ ناقص دین ہے۔ وہ لوگ جو اپنی عقل کو شریعت سے آگے کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کے ہم بڑے عقل مند ہیں ،،مستشرقین ''۔ وہ کہتے ہیں یہ اسلام جو تھا یہ

اس زمانے میں تھا اس کی اچھائیاں اس کی فضیلتیں صرف نبی کریم ﷺ کے دور کے لیے تو اچھی ہیں ہم مانتے ہیں لیکن آج کا دور ٹیکنالوجی کا دور ہے یہاں پر اسلام کو اگر آپ نافذ کرتے ہیں تو آپ پھر پیچھے رہیں گے ہمیشہ آپ آگے نہیں بڑھ سکتے اگر آگے بڑھنا ہے تو آپ کو اسلام کے قوانین جو ہیں وہ صرف مسجد کی حد تک رکھنے چاہیے، مسجد میں آپ نے جو کرنا چاہیں آپ کی مرضی ہے لیکن مسجد کے باہر اسلام اس دنیا کی ترقی کے لیے مشکل نہیں ناممکن ہے!

سبحان اللہ، قرآن مجید اترا ہے مکہ اور مدینہ کی تپتی ہوئی صحراؤں کی ریت پر اس زمانے میں اس جگہ پر اور ایسے لوگوں پر اترا تھا جو لوگ اس پوری دنیا کے جاہل ترین لوگ سمجھے جاتے تھے اس زمانے میں۔ اور میں ایک چھوٹا سا اشارہ دیتا ہوں بس مزید تفصیل نہیں بیان کر سکتا وقت نہیں ہے کہ مکہ بھی سمندر نہیں ہے اور مدینہ کے قریب بھی سمندر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سورۃ رحمٰن میں فرماتے ہیں:

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ (الرحمٰن:19-21)

(دو سمندر آپس میں ملتے ہیں ان کے بیچ میں ایک دیوار ہے ایک اوڑ ہے آپس میں مل نہیں سکتے اللہ تعالیٰ کی کون کون سے نعمت کو جھٹلاؤ گے)

بڑی نعمت ہے علم کی نعمت۔ اب جب صحرا میں رہتے ہیں اب اس آیت سے ان کا کیا تعلق ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ یہ قرآن مجید ہر دور کے لیے ہے اس زمانے کے لیے بھی اور اس زمانے اس ٹیکنالوجی کے زمانے کے لیے بھی آج سائنٹسٹس نے سمندر میں غوطے لگا کر دیکھا ہے کہ جہاں پر دریا کا میٹھا پانی گرتا ہے سمندر میں وہاں پر بیچ میں ایک عجیب سا ماحول دیکھا ہے! مچھلی جو نمکین پانی والی ہے وہ سیدھی آتی ہے اچانک پھر مڑ جاتی ہے سیدھی جا نہیں سکتی جیسے کہ کوئی دیوار کوئی اوڑا سے روکتی ہے۔ اور جو میٹھے پانی کی مچھلی ہے وہ سیدھی جاتی ہے پھر اچانک مڑ جاتی ہے سیدھی جا نہیں سکتی وہ۔ تو انہوں نے دونوں پانیوں کو دیکھا تو یہ دیکھا کہ یہ جو نمکین پانی ہے یہ سمندر کا پانی ہے اور جو بیچ والا پانی ہے وہ دریا کا پانی ہے جو گر رہا ہے اور نمکین پانی کی مچھلی کبھی میٹھے پانی میں زندہ نہیں رہ سکتی مر جاتی ہے یہ وہ دیوار ہے جو قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے بیان کیا تھا آج کے سائنٹسٹ کو تقریباً 70 یا 80 سال ہوئے تو ان کو علم ہوا کہ یہ دیواریں بھی پانی کے اندر موجود ہیں۔

دین اسلام میں صرف حقوق انسان نہیں ہیں بلکہ حقوق انسان کی باریک بینی بیان کی۔ حقوق انسان میں کیا کیا ہے جو حقوق انسان کا نعرہ لگاتے ہیں کہ مرد ہے عورت ہے، بوڑھا ہے چھوٹا بڑا سب ایک ہیں سب کو برابر کر دیا۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ برابری میں ہی انصاف ہے۔

نہیں میرے بھائی! عدل انصاف برابری میں نہیں ہے بلکہ عدل انصاف ہے کہ ہر انسان کو اس کا حق مل جائے۔ مرد عورت کے برابر بالکل نہیں ہے یہ انصاف نہیں ہے اگر مرد عورت کے برابر ہے تو پھر ان لوگوں کو یہ کرنا چاہیے کہ کچھ ایسا سسٹم ایجاد کریں کہ ایک سال عورت حاملہ ہو اور دوسرے سال مرد حامل ہو جائے، ایک سال عورت Pregnant ہو تو دوسرے سال مرد کو Pregnant ہونا چاہیے۔ اگر یہ سسٹم دنیا میں لا سکتے ہیں تو ٹھیک ہے پھر تو برابری کریں لیکن اللہ کی قسم! یہ سسٹم کبھی ہو نہیں سکتا کیونکہ خالق سبحانہ و تعالیٰ نے عورت کو الگ بنایا ہے مرد سے۔ تو ہر کسی کا حق ادا کرنے میں انصاف ہے سب کو برابر کرنے میں انصاف نہیں ہے۔

تو اسلام میں شریعت نے صرف یہ نہیں کہ حقوق انسان بیان کیا بلکہ اس کی باریک بینی بھی بیان کی، ہر طبقے کے اپنے اپنے حقوق ہیں۔ بزرگ ہیں والدین ہیں: ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ هُمَاوَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ (الاسراء:23)۔ آپ اُف نہیں کہہ سکتے بزرگ ہیں ان کا حق ہے۔ اب جھڑکنا دور کی بات ہے، گالی دینا دور کی بات ہے، ہاتھ اٹھانا دور کی بات ہے، اُف نہیں کہہ سکتے آپ اور اُف صرف زبان سے نہیں ہوتا آنکھوں کی حرکت سے بھی اُف ہوتا ہے آپ آنکھوں کی حرکت بھی اپنے والدین کے سامنے ناگواری میں نہیں کر سکتے۔ اپنے چہرے کے expressions آپ اپنے والدین کے سامنے تبدیل نہیں کر سکتے تاکہ ان کو یہ نہ پتہ چلے کے آپ اُن سے خفاء ہو گئے ہیں تھوڑی سی تکلیف بھی اپنے والدین کو نہیں دے سکتے آپ، یہ اسلام نے حقوق دیئے ہیں حقوق انسان نے نہیں دیئے۔

حقوق انسان نے کیا دیئے ہیں؟ Old age houses جائیں آپ یورپ میں جا کر دیکھیں بڑھاپے میں جب اپنے بچوں کی ضرورت پڑتی ہے لوگوں کو ان کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے گورنمنٹ نے ان کے لیے خاص ادارے بنائے ہیں ان کی پرورش کے لیے۔ جیسے بچوں کے لیے یتیم خانے ہوتے ہیں یہ بوڑھوں کے لیے یتیم خانے ہیں بے گھر ہو گئے ہیں۔ حقوق انسان نے انسان کے یہ حق ضرور دیا ہے لیکن شریعت نے آپ اف نہیں کہہ سکتے۔

اسی طریقے سے جوانوں کے حقوق ہیں، اگر آپ کی طرف ایک مرد جوان آتا ہے تو شادی کے لیے انکار نہ کرو فتنہ ہو گا عذاب الیم ہو گا، عظیم فتنہ برپا ہو جائے گا۔

لڑکی کے اپنے حقوق ہیں، بچے کے اپنے حقوق ہیں۔ باریک بینی، ایک ایک گروہ کی اللہ تعالیٰ نے باریک بینی بیان کی ہے حقوق میں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جانوروں کے حقوق بھی ہیں اس شریعت میں۔ لوگ تو کہتے ہیں انسان کے حقوق نہیں ہیں ہم کہتے ہیں جانوروں کے حقوق بھی موجود ہیں اس دین میں۔ ایک بلی کی وجہ سے ایک عورت جہنم میں گئی اور ایک کتے کی وجہ سے فاحشہ

عورت جنت میں چلی گئی بلکہ جمادات کے حقوق بھی اس شریعت نے بیان کئے ہیں۔لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کے حقوق نہیں ہیں تو جمادات کے ان پتھروں کے بھی حقوق ہیں۔ یہ پتھر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں آپ کے لیے مسخر ہیں آپ عمارتیں بنائیں توڑیں پھوڑیں جو کچھ بھی کرنا چاہیں۔ سجدے کے لائق یہ پتھر نہیں ہیں یہ پتھر کا حق نہیں کہ اس شریف انسان کے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ اس کے لیے ساری مخلوق کو مسخر کر دیا ہے کہ وہ اس پتھر کو اپنے ہاتھوں سے بنائے پھر اسے سجدہ کرے۔ نہیں، تو پتھروں کے حقوق بھی موجود ہیں۔

4۔اس کے بعد طواف ہے:

1۔طواف میں جو سب سے پہلا سبق ہے وہ ہے اُمت کی یکجہتی کا،اُمت کے اجتماع کا۔ ساری اُمت پوری دنیا سے آتی ہے ایک ہی جگہ پر جمع ہوتے ہیں اور ایک ہی کام کرتے ہیں ایک ہی وقت میں اور ایک جیسا کام کرتے ہیں۔ طواف کے لیے حجر اسود سے شروع کرنا ہے سب حجر اسود سے شروع کرتے ہیں اگر کوئی شخص حجر اسود سے نہیں کرتا طواف آگے سے کرتا ہے تو اس کا وہ چکر گنا نہیں جائے گا اس کا طواف ناقص ہے۔

2۔اور بایاں کندھا کعبے کی طرف ہونا چاہیے اگر کوئی شخص الٹی سمت میں طواف کرے اگر وہ چودہ چکر بھی لگاتا ہے یا سو چکر بھی لگاتا ہے تو اس کا ایک چکر بھی نہیں گنا جائے گا۔ بات چکروں کی نہیں ہے یہاں پر بات ایک ہی راستے کی ہے کہ صراط مستقیم کا سبق۔صراط مستقیم ایک ہی راستہ ہے دو راستے نہیں ہیں تو اس اُمت کو اکٹھا ہونا چاہیے۔ کس چیز پر؟ جس چیز پر حج میں اکٹھے ہوئے۔حج میں کس چیز پر اکٹھے ہوئے؟ توحید اور سنت پر اکٹھے ہوئے۔ تو آج بھی آمت کو توحید اور سنت پر اکٹھا ہونا چاہئے یہ سبق ہے۔

3۔طواف میں ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں فرض نہیں ہے واجب بھی نہیں ہے بلکہ حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک سنت کو پورا کرنے کے لیے یہ حاجی لوگوں کو دھکے دیتا ہے، اپنے مسلمان بھائیوں کو تکلیف پہنچاتا ہے، خود بھی مشقت کا سامنا کرتا ہے ایک سنت کو پورا کرنے کے لیے کیا یہ بھول گیا ہے کہ کچھ ایسے فرائض بھی ہیں اس شخص کے اوپر کیا اس نے وہ فرائض پورے کیے یا ان فرائض کے لیے تھوڑی سی مشقت جھیلی ہے تھوڑی سی مشقت اٹھائی ہے؟! کیا آج فجر کی نماز با جماعت ادا کر کے آیا ہے؟ پانچ وقت نماز با جماعت ادا کرنا ہر مسلمان مرد پر فرض ہے کیا اس نے آج فجر کی نماز با جماعت ادا کی ہے؟ ایک سنت کے لیے اتنی مشقت اور فرائض کی کوئی پرواہ نہیں فرائض میں سستی ہے کیا یہ انصاف ہے؟ تو فرائض کی حقیقت کو سمجھو حج میں۔

سنت اور بدعت کی حقیقت۔ صحیح بخاری میں ہے اور فتح الباری میں مزید تفصیل ہے میں فتح الباری سے بیان کر رہا ہوں یہ قصہ کہ ایک مرتبہ سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حج پر آئے تو طواف کے دوران سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کعبہ کی دیواروں کو ہاتھ لگا لگا کر جسم پر لگا رہے تھے اور بوسہ دے رہے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا قریب ہو کر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عمل نہیں کرتے تھے بوسہ صرف حجر اسود کو دیتے تھے۔ سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے گھر میں کوئی بھی چیز بے برکت نہیں ہے سب میں برکت ہی برکت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ﴿لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(الاحزاب:21)(بے شک تحقیق تمہارے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین نمونہ ہیں)۔ سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما جواب دیتے ہیں "صَدَقْتَ" اور رک گئے، آپ نے سچ فرمایا اور اس کام سے رک گئے۔

میرے بھائی! سنت یہ ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دیں اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگائیں آپ اس کو بوسہ نہیں دے سکتے دور سے اشارہ بھی نہیں کرنا، باقی جو دیواریں ہیں ان پر ہاتھ لگا کر جسم پر نہیں لگانا۔ لوگ اس سے بھی زیادہ کہ دیواروں کو ہاتھ لگاتے ہیں پھر منہ پر لگاتے ہیں، فرش پر ہاتھ لگاتے ہیں اپنے چہروں پر لگاتے ہیں۔

برکت شریعت اور دین کا حصہ ہے اور بغیر دلیل کے کوئی بھی عبادت ثابت نہیں ہوتی۔ کعبہ سے اگر آپ برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو صرف اس کے طواف میں برکت ہے اور حجر اسود کے بوسے میں برکت ہے بس۔ تو یہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سبق سیکھیں کہ جب قرآن مجید کی تلاوت کی گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت بیان کی گئی تو وہاں پر رک گئے ہوا نفس نہیں ہے اپنی من مانی نہیں ہے بلکہ دلیل پر عمل کرنا ہے بس۔ آج جب آپ کسی کو کہتے ہیں کہ یہ سنت سے ثابت نہیں ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں جی! ہمارے امام نے فرمایا ہے جائز ہے اس لیے جائز ہے۔ سبحان اللہ۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا امام کون تھا؟ آج ہمارا امام کون ہے؟ ایک ہی امام اعظم ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے:

﴿وَاِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا﴾(النور:54)

(اگر تم میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرماں برداری کرتے ہو ہدایت تمہیں وہیں سے ملے گی)

باقی سب راستے بند ہیں ہدایت کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے اتباع سنت میں۔

5۔ عرفات کے دن میں ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ کی عظمت کو دیکھیں، ربّ کی ربوبیت سبحانہ و تعالیٰ اور عظمت عرفات کے دن میں آپ جا کر سمجھیں۔ سارے لوگ ایک ہی ربّ کے سامنے سر جھکائے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے اپنے ربّ

سے دعا مانگتے ہیں۔ وہ سب کی سنتا ہے ایک وقت میں سنتا ہے اور جس کی چاہے پوری کرتا ہے کوئی روک نہیں سکتا۔ جو عرفات کے اندر ہیں ان کی بھی سنتا ہے اور جو عرفات کے باہر ہیں پوری دنیا میں ان کی بھی سنتا ہے لیکن کچھ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ غوث بھی سب کی سنتا ہے، فلاں بزرگ بھی سب کی سنتا ہے ان کو بھی پکار سکتے ہیں۔

سبحان اللہ، انسان کی حقیقت کو سمجھیں اس دن یہ کمزور ضعیف انسان۔ اگر دو لوگ آپس میں بات کریں تو اللہ کی قسم! آپ دونوں کی بات سمجھ نہیں سکتے۔ دس بیس کی بات نہیں کرتا اور پوری دنیا کی بات نہیں کرتا میں دو لوگ آپ کے سامنے بیٹھ کر بات کریں آپ سمجھ نہیں سکتے کہ وہ دو لوگ کیا کہہ رہے ہیں جب تک ایک شخص ایک وقت میں بات نہ کرے۔

اگر نبی کریم ﷺ نے حج کیا تو نبی کریم ﷺ مربوب ہیں ربّ نہیں ہیں، اگر نبی کریم ﷺ نے حج کیا تو مخلوق ہیں خالق نہیں ہیں، اگر غوث نے حج کیا اور علی نے حج کیا تو وہ مخلوق ہیں خالق کبھی نہیں ہو سکتے۔ جو سب کی ایک وقت میں سنتا ہے وہ سب کا ایک ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ تو عرفات کے میدان میں یہ چیز بھی سمجھ لو۔

"أقول ما تسمعون، وأستغفر الله العظيم الجليل لي ولكم ولسائر المسلمين من كل ذنب فاستغفروه إنه هو الغفور الرحيم"

بِسمِ اللہ ، وَ اَلْحَمْدُ للہ ، وَالْصَّلَاۃُ وَالْسّلَامُ عَلَي رَسُوْلِ اللہ صَلَّي اللہُ عَلَيْہِ وَعَلي اٰلِہِ وَصَحْبِہِ وَمَنْ وَّالاَہ
أَمَّا بَعْدُ:

6۔ شیطان کو کنکر مارتے ہیں اس میں بھی سبق ہے کہ اس شیطان سے نفرت کرو یہی تمہارا دشمن ہے۔ سات کنکر تو آپ نے ایک وقت میں ایک جمرے کو مارنے ہیں تاکہ آپ کے دل میں نفرت ہو جائے پورے سال میں کہ یہی شیطان ہے جو مجھے گمراہ کرنا چاہتا ہے تو پورے سال میں جب شیطان یہ کہے کہ بدعت کرو تو اسے کنکر مارو اپنے آپ سے دور کرو، جب تمہیں کہے کہ والدین کی نافرمانی کرو تو اسے دور کرو، جب یہ شیطان تمہیں وسوسہ کرے کہ سود کھاؤ، زنا کرو بدکاریاں کرو، ظلم کرو تو اسے کنکر مارو اس سے دور ہو جاؤ۔

7۔ قربانی ہم کرتے ہیں قربانی میں سبق ہے۔ جیسا کہ بکرے کو ذبح کیا حرم کی حدود کے اندر منیٰ میں یا مکہ میں خون زمین پر بہہ گیا، گوشت لوگوں نے کھا لیا اللہ تعالیٰ کو کیا ملا؟ صرف تقویٰ اور آپ کی نیت ملی ہے بس:

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ (الحج:37)

تقویٰ کو سمجھو کہیں یہ نہ ہو قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے کہ یہ بکرا بھی ہم سے اچھا ہو۔ اس جانور نے اپنے ربّ کی فرماں برداری میں صرف اپنی گردن کو جھکایا نہیں بلکہ کٹوا دیا ہے اس انسان نے اپنے ربّ کے لیے کیا کیا ہے؟ یہ انسان

اپنے ربّ کے سامنے گردن جھکانا نہیں چاہتا اور اس جانور نے گردن کٹوادی ہے اپنے ربّ کی رضا کے لیے، قیامت کے دن کوئی حساب کتاب نہیں۔ لوگ حسرت سے دیکھیں گے یہ جانور ہے اس کا کوئی حساب کتاب نہیں! حکم ہوگا کہ مٹی ہو جاؤ سب مٹی ہو جائیں گے۔ انصاف جانوروں میں بھی ہوگا، جانوروں سے قصاص لے لیا جائے گا جس جانور نے جس پر ظلم کیا ہے اس جانور کے ساتھ انصاف ہوگا قیامت کے دن اس کے بعد مٹی ہو جائیں گے کوئی حساب کتاب نہیں، خلاص۔

یہ بے چارا انسان دیکھتا رہے گا اپنے سارے گناہوں کی لسٹیں اس کے سامنے چلتی رہیں گی جو کچھ بھی اس نے کیا ہے ﴿وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا﴾(النبا:40)۔ اس دن کافر، بدکار لوگ تمنا کریں گے ناممکن تمنا کہ کاش میں بھی دنیا میں جانور ہوتا آج میں بھی مٹی ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ عقل دی ہے، یہ دل دیا ہے سوچنے سمجھنے کے لیے اور اس عقل اور دل سے تمہیں بلند کیا ہے اور پوری مخلوق کو تیرے لیے مسخر کر دیا ہے لیکن پھر بھی اپنے ربّ سے یہ دوری کیا جانور بھی آج ہم سے اچھے ہیں؟! ﴿إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾(الفرقان:44)۔ بدکاروں سے، کافروں سے، بدعتیوں سے یہ جانور بھی اچھے ہیں جانور نافرمانی نہیں کرتا، کبھی بھی نافرمانی نہیں کرتا جانور اللہ تعالیٰ نے اسے جو راستہ دکھایا ہے اسی پر چلتا ہے ادھر اُدھر جاتا ہی نہیں ہے لیکن یہ انسان ہے راستہ کہاں ہے دکھادیا ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾(البلد:10) دونوں راستے دکھادیئے کہ یہ شر کا راستہ جہنم کی طرف جاتا ہے یہ خیر کا راستہ جنت کی طرف جاتا ہے اب تمہاری مرضی ہے کہاں جانا چاہتے ہو؟

تو اچھی طرح سمجھ لیجیے ابھی وقت ہے۔ موت آتی ہے خبر نہیں ہوتی تو مرنے سے پہلے ہم اپنی اصلاح کر سکتے ہیں۔ وقت آنے والا ہے جب ہر انسان جو اس دنیا میں چلتا ہے اپنے ربّ کا سامنا کرے گا "مِنْ غَيْرِ تُرْجُمَانٍ" بغیر ترجمان کے کوئی ترجمان نہیں ہوگا جواب دینا ہوگا اکیلے۔ اس کے تیاری ابھی کرو۔

عباد اللہ:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾(الاحزاب:56)

أللّهم صل وسلم وبارك على نبيك محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

"وارض أللّهم عن الخلفاء الراشدين، أبي بكر وعمر وعثمان وعلي، وعن الصحابة أجمعين، وعن التابعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وعنا معهم بفضلك وكرمك وجودك بمنّك و احسانك يا أرحم الراحمين"

"أللّهم أعز الإسلام والمسلمين، وأذل الشرك والمشركين، ودمر أعداءك أعداء الدين، أللّهم آمنا في أوطاننا، وأصلح أئمتنا وولاة أمورنا، ولا تجعل ولايتنا إلا فيمن خافك واتقاك واتبع رضاك يا أرحم الراحمين! أللّهم انصر

اخواننا المسلمين مستضعفين في كل مكان، أللَّهم انصراخواننا المسلمين مستضعفين في كل مكان، أللَّهم انصراخوانناالمسلمين مستضعفين في كل مكان "

"أللَّهم ربّنالا تدع لنا في مقامنا هذا ذنباً إلا غفرته، ولا ديناً إلا قضيته، ولا هماً إلا فرجته، ولا مبتلى إلا عافيته، ولا مريضاً إلا شفيته، ولا ميتا إلا رحمته، برحمتكَ يا أرحمَ الراحمين"

عباد الله:

﴿إِنَّ اللهَ يَأۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِيۡتَآئِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَيَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ وَالۡبَغۡىِ‌ۚ يَعِظُكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ﴾(النحل:90)

"فاذكروا الله العظيم الجليل يذكركم واشكروه على النعم يزدكم ولذكر الله أكبر والله يعلم ما تصنعون"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (136.حج ہمیں کیا سبق دیتا ہے) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio